Regd No. L. 5254 | 22 SEP 1955 | بسم اللہ الرحمن الرحیم | 22 SEP 1955 | رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

فی پرچہ ۱ر

یوم پنجشنبہ — ۴ صفر ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ | ۲۲ تبوک ۱۳۳۴ھ ش – ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۲۲۴

اخبار ربوہ

ربوہ ۲۱ ستمبر: امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے۔ کہ آج بلڈ پریشر کچھ زیادہ ہے۔ اور سر میں چکر ہے۔ احباب صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت بھی تاحال ناساز ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے۔

مسٹر غلام محمد کی علیحدگی ملک وقوم کے لئے عظیم نقصان ہے

کراچی ۲۱ ستمبر۔ حکومت پاکستان نے کل ایک غیر معمولی گزٹ میں مسٹر غلام محمد (جنہوں نے گورنر جنرل کے عہدے سے استعفا دے دیا ہے) کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اور حکومت نے ان کی علیحدگی کو ملک وقوم کے لئے ایک عظیم نقصان قرار دیا ہے۔

گزٹ میں کہا گیا ہے کہ مسٹر غلام محمد نے گورنر جنرل کی حیثیت سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو چارج لیا تھا۔ اس وقت سے اب تک کا زمانہ ملک کی تاریخ کا اہم دور ہے۔

ارجنٹائن کی بغاوت میں بارہ سو (۱۲۰۰) اشخاص ہلاک ہو گئے

فوجی کونسل اور باغی لیڈروں میں مفاہمت کی بات چیت

بونس ایریز ۲۱ ستمبر۔ ارجنٹائن کی فوجی کونسل اور انقلابی تحریک کے راہنماؤں کے درمیان مفاہمت کی بات چیت شروع ہو گئی ہے۔ ادھر کارڈوبا میں مکمل سکون رہا۔ اس شہر میں گزشتہ چار روز سے سرکاری فوجوں اور انقلابی تحریک کے علمبرداروں میں زبردست لڑائی جاری تھی۔ اس لڑائی میں بارہ سو افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ۔۔۔ ارجنٹائن کے صدر جان پیرون نے کل حکومت کی باگ ڈور ایک فوجی کونسل کے سپرد کر دی تھی۔ اور خود روپوش ہو گئے تھے۔ فوجی کونسل نے زمام حکومت سنبھالنے کے بعد انقلابی تحریک کے راہنماؤں سے اپیل کی تھی۔ کہ صدر پیرون مستعفی ہو چکے ہیں۔ لہذا وہ لڑائی بند کر دیں۔ اپیل میں کہا گیا تھا۔ کہ اگر انہوں نے لڑائی بند نہ کی۔ تو انہیں قوم کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ انقلابی تحریک کے راہنماؤں نے اس اپیل کو منظور کر لیا تھا۔ اور بات چیت میں شرکت کے لئے فوجی کونسل کے نمائندوں کو لینے کی غرض سے ایک بحری جہاز بونس ایریز کی بندرگاہ میں بھیجدیا تھا۔ مفاہمت کی بات چیت اسی بندرگاہ میں ہو رہی ہے۔

پیرون لاپتہ ہیں

ادھر صدر پیرون کی ذات ایک سربستہ راز بن کر رہ گئی ہے۔ اور ان کے بارے میں مختلف افواہیں سرگرم ہیں۔

یوم نجات

کل بونس ایریز اور ارجنٹائن کے بعض دوسرے شہروں میں عوام نے یوم نجات منایا۔ اس موقعہ پر لوگوں نے صدر پیرون کی آٹھ سالہ مطلق العنانی کے خاتمہ پر اظہار مسرت وشادمانی کے لئے گلیوں اور بازاروں میں جلوس نکالے۔ کل بونس ایریز میں سخت بارش ہو رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کا جوش وخروش ختم نہ ہوا۔ اور وہ بارش میں ہی جشن مناتے رہے۔ کل ارجنٹائن کے سرکاری ونجی دفاتر اور تعلیمی اداروں میں دن بھر تعطیل رہی۔

چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ربوہ واپس پہنچ گئے

ربوہ ۲۱ ستمبر۔ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ جنہیں سفر یورپ کے دوران سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات بجالانے کا شرف حاصل ہوا۔ کل شام جناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی سے ربوہ واپس پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ اور مرکز سلسلہ میں بخیریت مراجعت پر مبارکباد دی۔

حیدرآباد (سندھ) سے ملحقہ دیہات میں مجلس خدام الاحمدیہ کی شاندار امدادی مساعی

خدام نے نہایت گہرے پانی میں تیر تیر کر سیلاب زدگان کو اشیائے خوردنی بہم پہنچائیں

کلکٹر صاحب کی زیر ہدایت دور دراز کے دیہی علاقوں میں یکصد من چاول کی تقسیم

حیدرآباد (سندھ) مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد (سندھ) بفضلہ تعالیٰ سیلاب زدہ علاقوں میں نہایت محنت اور جانفشانی سے خدمت خلق کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ خدام نے سیلاب کی صورت حال خراب ہوتے ہی نہ صرف یہ کہ کلکٹر صاحب کو اپنی خدمات پیش کر کے ان کی زیر ہدایت ریلیف کا کام سرانجام دیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے طور پر بھی امدادی پارٹیوں کی شکل میں پانی میں سے سامان نکالنے لوگوں کو کھانے پینے کی اشیاء بہم پہنچانے اور ان کی جھونپڑیاں وغیرہ تعمیر کرنے میں لوگوں کا ہاتھ بٹایا۔ اس سلسلہ میں مقبول احمد باجوہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد سندھ کی طرف سے جو رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

"سندھ میں سیلاب آنے کے فوراً بعد ہی مجلس خدام الاحمدیہ شہر حیدرآباد نے اپنی خدمات جناب کلکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی تھیں۔ اور انہیں یقین دلایا تھا۔ کہ ہمارے خدام ریلیف کے سلسلہ میں ہر خدمت بجالانے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔ چنانچہ اڈیشنل کلکٹر صاحب موصوف کے ارشاد پر جودہ احمدی نوجوانوں کی پارٹی بذریعہ ٹرک پچاس پچپن میل کا سفر کر کے بمقام او ڈیرو لال پہونچی۔ جو سیلاب کے پانی سے بری طرح گھرا ہوا تھا۔ اور کلکٹر صاحب کے دفتر کے ایک صاحب راہنما کے طور پر ہمارے ساتھ تھے۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے پریذیڈنٹ بابو عبدالغفار صاحب اور محترم سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ بھی کام کی نگرانی اور ہماری ہدایت کے لئے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ سیلاب زدہ علاقے میں پہنچ کر خدام نے مزدوروں کی طرح کام کرتے ہوئے بشاشت کے ساتھ چاولوں سے بھری ہوئی بوریاں ٹرک سے اتاریں۔ یہ جگہ دریا سے چھ میل دور تھی۔ مگر سیلاب کی تباہی سے گاؤں کے گاؤں اجڑ کر نہایت گہرے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہمارے خدام نے ٹرک سے اترتے ہی فوراً لنگوٹے کس لئے۔ اور پانی میں کود کر اور تیر تیر کر ۷، ۸ فٹ گہرے پانی میں سے مصیبت زدگان کا سامان نکال نکال کر کنارے پر لگایا۔ دوپہر اور شام کو خدام نے صرف چنے کھا کر گزارہ کیا۔ اور رات کو ساڑھے نو بجے واپس حیدرآباد آئے۔ کلکٹر صاحب نے فرمایا کہ آپ ہر وقت تیار رہیں۔ ہم حسب ضرورت اور موقعہ آپ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں گے۔

علاوہ ازیں انفرادی طور پر خدام نے مختلف پارٹیوں کی صورت میں غرباء کی جھونپڑیاں تیار کرنے میں مدد دی۔ نیز بے سروسامان اصحاب کی چٹائیوں آٹا اور نقدی سے مدد کی گئی۔

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا | ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء

مسٹر غلام محمد سابق گورنر جنرل

مسٹر غلام محمد جنہوں نے کل گورنر شپ کے عہدہ سے بیماری کی بناء پر استعفیٰ دے دیا ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد تیسرے گورنر جنرل تھے۔ پہلے گورنر جنرل خود قائد اعظم مرحوم تھے۔ ان کے بعد خواجہ ناظم الدین ہوئے۔ اور مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کی افسوسناک وفات کے بعد ناظم الدین وزیر اعظم بنے۔ تو آپ گورنر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے۔

آپ نے اپنے عہدِ حکومت میں جس مضبوط ہاتھ جرأت اور دلیری سے پاکستان کی خدمت سرانجام دی ہے۔ قائد اعظم مرحوم کے بعد وہ آپ کی ہی شایانِ شان ہے۔ اور لیڈروں میں آپ کی ذات ہی قائد اعظم کے بعد ایسی ثابت ہوئی ہے۔ کہ جس کو ہر دلعزیز کہا جا سکتا ہے۔ اور جس کی عزت دوست دشمن کرتے ہیں۔

پاکستان پر جو نازک دور پچھلے دنوں بعض لیڈروں کی غلطیوں کی وجہ سے آگیا تھا۔ اور جس سے اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ کہ ملک انتشار کا شکار نہ ہو جائے۔ آپ ہی کے دانشمندانہ اقدام سے وہ وقت ٹل گیا تھا۔ وہ وقت ایسا تھا۔ کہ اگر کوئی واقعی مضبوط ہاتھ آگے نہ بڑھتا۔ تو پاکستان کی ہستی ہی خطرے میں پڑ جاتی۔ باوجودیکہ بعض لوگوں کو خاصکر انتشار پسند عناصر کو آپ کے بروقت اقدام سے اختلاف تھا۔ مگر تمام سنجیدہ حلقوں نے اسے دل سے سراہا ہے۔

جب پاکستان کے اس ابتدائی عہد کی تاریخ لکھی جائے گی۔ تو ہمیں یقین ہے کہ آپ کا نام ان لوگوں میں لکھا جائے گا۔ جو حقیقی طور پر پاکستان کے خیر خواہ ہیں۔ اور جنہوں نے پاکستان کے بحرانی دور میں اس کو سہارا دیا ہے۔ اور اپنے فرائض سرانجام دینے میں جرأت اور دلیری سے ہر مخالفت سے نڈر اور ہر لالچ سے بالا ہو کر کام کیا ہے۔ ان صفات میں آپ صحیح معنوں میں قائد اعظم مرحوم کے جانشین ثابت ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنے بیان میں جو کچھ اپنے متعلق فرمایا ہے کہ

"میں نے بعض ایسے اقدامات کئے ہیں۔ جن کے متعلق آخری فیصلہ تاریخ کے ہاتھ میں ہے۔ ان اقدامات کے فوری نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ میں نے اس عرصہ میں جو کچھ کیا۔ میرا ضمیر اس پر مطمئن ہے۔ ان تمام نازک مرحلوں میں سوائے آپ کی فلاح و بہبود کے اور کوئی چیز میرے پیش نظر نہیں رہی"۔

اس کی تصدیق آپ کے کردار سے ہوتی ہے۔ یہ محض کھوکھلے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ اور یقیناً پاکستان کے حقیقی دردمند اور خیر خواہ آپ کے استعفیٰ کو جو بیماری کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ کو دینا پڑا ہے۔ دل سے محسوس کریں گے۔ کہ کاش آپ کو ملک و قوم کی مخلصانہ خدمات کا مزید وقت ملتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دردِ دل سے دعا کریں گے۔ کہ وہ اس محب پاکستان کو جلد از جلد شفا عطا فرمائے۔ آمین

انتخابی اصلاحات کا کمشن

قسط اول

وزیر اعظم پاکستان چوہدری محمد علی نے مجلس دستور ساز میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ آئین کی تکمیل کے بعد پاکستان میں پہلی پارلیمنٹ کے عام انتخابات جلد کرانے کے لئے فوری انتظامی کارروائی کی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے حکومت عنقریب انتخابی اصلاحات کا ایک کمیشن مقرر کر رہی ہے۔ جس کی سفارشات کی روشنی میں عام انتخابات کرائے جائیں گے تاکہ آئین کے تحت عام انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہو سکیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ ہماری تاریخ میں ایسا کوئی لمحہ نہیں آئے گا جب ہم جمہوریت کی قدروں سے انحراف کر سکیں۔ اس کے برعکس ہم جمہوری نظام کے تحت اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

جمہوری نظام میں انتخابات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب تک انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہ ہوں۔ جمہوری نظام کبھی صحیح معنوں میں جمہوری نہیں کہلا سکتا۔ وزیر اعظم نے انتخابی اصلاحات کے کمشن مقرر کرنے کا اعلان کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ آپ چاہتے ہیں۔ کہ پاکستان میں صحیح معنوں میں جمہوری نظام قائم ہو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہمارے ملک میں انتخابی اصلاحات کی سخت ضرورت ہے۔ اگرچہ بدعنوانیاں جمہوری سے جمہوری ممالک میں بھی کسی حد تک اب بھی ہوتی ہیں۔ مگر انتخابات کے وقت یہاں جو جو پہلو اختیار کئے جاتے ہیں۔ کچھ تو ہمارے عوام کی بے پرواہی اور کچھ ان کی سادگی اور ان کے نازک جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے بعض طالع آزما لیڈروں کی نعرہ بازی کی وجہ سے اکثر انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہیں رہتے۔

اس ملک میں سب سے نازک جذبات مذہبی جذبات سمجھے جاتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ہمارے عوام کو مذہب کی بناء پر نعروں سے متاثر کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ ذیل میں ہم فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے اس ضمن میں ایک ضروری اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس کو ہماری رائے میں انتخابی اصلاحات کے کمشن کو زیر نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

فھو ھذا:۔

"ہم نے اسلامی مملکت کے موضوع پر ذرا طویل بحث کی ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم لادینی مملکت کی مخالفت یا حمایت میں کوئی مقالہ ضبط تحریر میں لانا چاہتے تھے۔ بلکہ ہمارا محض یہ مقصد تھا۔ کہ اگر اس نظریاتی ابتری کے صحیح اسباب صریحاً معین نہ کئے گئے۔ جس نے فسادات کی وسعت و شدت میں اضافہ کر دیا تھا۔ تو ان بے شمار امکانات کی ایک واضح تصویر سامنے آجائے۔ جو آئندہ واقع ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ابتری اور ژولیدگی موجود تھی۔ ورنہ مسلم لیگی جن کی اپنی حکومت برسر اقتدار تھی۔ اس کے خلاف کھڑے نہ ہو جاتے۔ سرکاری ملازموں کے دلوں سے وفاداری اور فرض عامہ کی بجا آوری کی حس رخصت نہ ہو گئی ہوتی۔ اور وہ اپنی ہی حکومت اور اپنے ہی افسروں کے خلاف دیوانوں کی طرح ہاؤ ہو نہ کرنے پھرتے عام آدمیوں کے دل سے انسانی جان و مال کا احترام غائب نہ ہو گیا ہوتا۔ اور وہ ضمیر کی کسی ملامت یا تامل کے بغیر آزادانہ لوٹ مار میں مصروف نہ ہو جاتے۔ ارباب سیاست ان لوگوں کا سامنا کرنے سے احتراز نہ کرتے جنہوں نے ان کو عہدوں پر فائز کیا تھا۔ اور نظم حکومت کے ذمہ دار اپنے واضح فرض کی بجا آوری میں تامل اور بے دلی محسوس نہ کرتے۔ ایک بات تو اس تحقیقات میں قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اگر ایک دفعہ عوام کو یہ یقین دلا دیا جائے۔ کہ جو کچھ ان سے کہا جا رہا ہے۔ وہ مذہبی اعتبار سے صحیح ہے۔ یا مذہب نے اس کا حکم دیا ہے۔ تو ان کو ہر عمل پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں وہ ضبط و نظم وفاداری۔ شائستگی۔ اخلاق اور حس شہریت کے تمام مصالح کو آگ لگا دیں گے"۔

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو صفحہ ۳۰۲)

اس اقتباس کے آخری الفاظ کو بار بار پڑھیے۔ یہ ایک چوٹی کے ججوں کی عدالت کی تحقیقات کا نچوڑ ہیں۔

یہاں باوجود بعض اسلام کے نام پر طالع آزماؤں کے اپنے آپ کو اور دوسروں کو یہ فریب دینے کی کوشش کے کہ یہاں تمام فرقہ ہائے اسلام یکجان و یک قالب ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مذہبی عقائد کے لحاظ سے تضاد کی حد تک اختلافات موجود ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے متضاد عقائد موجود ہیں۔ جو اسلامی ریاست اور اس کے ہیڈ کے متعلق تیرہ سو سال سے باہمی تنازعہ کی بنیاد چلے آئے ہیں۔

اس لئے اگر یہاں انتخابات میں مذہبی جذبات کو متاثر کرنے کے لئے نعرہ بازی کی اجازت دی گئی۔ تو صحیح سیاسی جمہوری ذہنیت کے مطابق آزادانہ اور منصفانہ انتخابات محض ایک ایسا خواب بن جائیں گے۔ جس کی تعبیر کوئی نہیں ہے۔ (باقی)

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ کیلئے متواتر دعائیں کرتے رہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مکتوب گرامی میں اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ احباب حضور کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے متواتر دعائیں کرتے رہیں احباب کو چاہیئے۔ ایک دوسرے کو بھی حضور کی صحت کے لئے دعا کی تحریک کرتے رہیں۔ تاکہ اس طرح سے دہرے ثواب کو حاصل کر سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور اس کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے جماعت کی تضرعات کو سنا اور حضور کو صحت عطا فرمائی۔ اب حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ تدریجاً ترقی کر رہی ہے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

دعائے نعم البدل

محترم سردار رحمت اللہ صاحب قادیانی کا چھوٹا بچہ بعمر ۲/۱ ۱ سال مورخہ ۱۹/۹/۵۵ و ۲۰/۹/۵۵ کی درمیانی رات بوقت ایک بجے بقضاء الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے۔ خاکسار کرامت اللہ محلہ دار الرحمت ربوہ

خطبہ جمعہ

جماعت کے نوجوان آگے آئیں اور اپنے آپکو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کریں

ہر فرد جماعت اچھی طرح سمجھ لے کہ دین کی خدمت ہی اس کا اصل کام ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ صلح ۱۳۲۴ھش مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۴۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

ہمارا کام مذہبی ہے

اور ہم اپنی زندگیاں اس مطمح نظر کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ جو مطمح نظر ہمارے ایمان اور ہمارے یقین کے مطابق خدا تعالےٰ نے ہمارے سامنے رکھا ہے۔ دشمن ہمارے عقیدہ اور ہمارے خیال کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ لوگ ہماری باتوں کو مانیں یا نہ مانیں۔ بہر حال اس بات کو تو وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہر انسان اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس جبکہ

ہمارا عقیدہ

یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کی روحانی اور اخلاقی زندگی کا کام ہمارے سپرد کیا ہے تو ہم اپنے اس مقصد کو بھلا کر جو خدا تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اپنی توجہ کسی اور طرف کس طرح پھیر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ

ہماری جماعت کے لوگ

ملازمتیں بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ تجارتیں بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ صنعت و حرفت بھی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ زمینداریاں بھی کرتے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگ مزدوریاں بھی کرتے ہیں۔ سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن دنیا میں اگر ایک کام مجبوری کے طور پر اور گزارے کے لئے کیا جائے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ چونکہ اصل مقصد کے سوا تم اپنے گزارے کے لئے کام کرتے ہو۔ اس لئے کوئی اور کام بھی کرو۔ انسان

صرف ایک حد تک

ہی اپنے اوقات اور اپنی قوتیں خرچ کر سکتا ہے ایک شخص اگر اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے گزارہ کے لئے اپنے اوقات کا ایک حصہ دنیا کمانے پر صرف کرتا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ وہ دنیا کے اور بھی تمام کام کر سکتا ہے۔ یہ بات ہی غلط ہے کہ ہر انسان ہر ڈاکٹر۔ ہر طبیب۔ ہر صناع۔ ہر تاجر ہر زمیندار اور ہر مزدور اپنے گزارہ کے لئے کام کرنے کے علاوہ دوسرے سارے کام بھی کر سکتا ہے۔ پس کسی ایک کام کو معیشت کمانے کے لئے اختیار کرنا اور بات ہے۔ لیکن یہ کہ ہر شخص دنیا کے سارے کاموں میں حصہ لے۔ یہ بالکل اور بات ہے۔

پس ہماری جماعت کے سامنے جو مقصد ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اسے سیاسیات اور اس قسم کے دوسرے تمام کاموں سے الگ رہنا چاہیئے۔ جو کام انسان کے اوقات کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اور اسے اہم کام کے قابل نہیں رہنے دیتے۔ سیاسی لوگ سیاسیات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم والے تعلیم دینے پر ہی اپنے اوقات صرف کر سکتے ہیں۔ اور پیشہ ور اپنے پیشہ پر ہی وقت لگا سکتے ہیں۔ اور کسی دوسرے کام کے لئے وقت نکالنا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر ممکن ہو سکتا۔ تو ہماری جماعت کو پورے طور پر

دین کے کاموں میں

لگ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن چونکہ یہ ناممکن ہے۔ اور ہمارے پاس ایسے ذرائع نہیں کہ ہر انسان کے کھانے پینے اور اس کے گزارہ کا ہم انتظام کر سکیں۔ اور اپنی اس کمزوری کا ہمیں اقرار ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ابھی وہ ایمان پیدا نہیں ہوا۔ کہ ہر شخص کھانے پینے اور اپنی دوسری

دنیوی ضروریات سے بے نیاز

ہو کر دین کے کاموں میں لگ جائے۔ اس لئے مجبوراً ہماری جماعت کے لوگوں کو کچھ اس کمزوری کی وجہ سے اور کچھ خدائی قانون کے ماتحت اپنے گزارہ کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر اسکے علاوہ سارے کے سارے اور کاموں میں بھی لگ جائیں۔ تو اتنی وسیع دنیا میں تبلیغ کا کام کس طرح ہو سکے گا۔ اگر ہم ایمان میں پختہ ہیں۔ اگر ہمارے اندر یقین اور ذوق ہے۔ اگر ہم نے دین کا کام کرنا ہے جس کا ہم منہ سے دعوےٰ کرتے ہیں۔ تو لازمی بات ہے کہ جب تک ہم اپنے اوقات

دین کی خدمت کے لئے

نہ لگائیں گے۔ اس وقت تک ہمارے موتہہ کے کہنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اور ہم اس کام سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کسی احمدی کا یہ خیال کرنا کہ علاوہ اپنی روزی کمانے کے اور دین کا کام کرنے کے۔ وہ سیاسیات اور دوسرے کاموں کے لئے بھی وقت نکال سکتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر واقعہ میں ایک احمدی سنجیدگی سے غور کرے۔ تو اس کو اپنے تمام اوقات ضرورت کے مطابق اپنی روزی کمانے کے لئے اور باقی دین کے کاموں کے لئے صرف کرنے چاہئیں۔ آجکل تو کام اتنے ہیں کہ انسان اپنے دنیوی کاموں سے ہی فارغ نہیں ہوتا۔ اور اسے اپنے کام میں اتنی محنت کرنی پڑتی ہے کہ اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ پہلے زمانہ میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں

ہر کام میں مقابلہ

ہے۔ پہلے زمانہ میں دوکاندار دوکان پر بیٹھے مکھیاں مارتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں دوکاندار کو اتنی محنت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ کہ شام کو جب وہ اپنے کام سے واپس آتا ہے۔ تو تھک کر نڈھال ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے زمانہ میں ملازمین دفتروں میں بیٹھے قلمیں گھڑتے رہتے تھے۔ لیکن اب یہ بات نہیں بلکہ اب ایک ملازم کو مسلسل چھ سات گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور جب وہ واپس آتا ہے۔ تو کام کی وجہ سے اتنا چور ہو چکا ہوتا ہے۔ کہ اسے کچھ دیر آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کچھ وقت اسے گھر کے لئے سودا سلف لانے پر بھی صرف کرنا پڑتا ہے پھر اگر دین کے لئے کام کرنے کی بجائے وہ کسی اور کام کے لئے چلا جاتا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا کیوں ہے۔ آخر اس نے دین کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ اگر یہ نوکری کرتا ہے۔ تو اس کی طاقت تو اس کی نوکری نے سلب کر لی۔ اگر یہ پیشہ ور ہے تو اس کی طاقت تو اسکے پیشہ نے سلب کر لی۔ اگر یہ مزدور ہے تو اس کی طاقت تو اس کی مزدوری نے سلب کر لی۔ اور اگر یہ زمیندار ہے۔ تو اس کی طاقت تو اس کی زمینداری اور اس کے ہل چلانے نے سلب کر لی۔ اور یہ اپنے کام سے چور ہو کر تھکا ماندہ گھر آتا ہے۔ اب اگر کھانے پینے آرام کرنے اور سونے کے بعد اس کے پاس گھنٹہ دو گھنٹے نہایت قلیل وقت بچتا ہے۔ جس میں یہ دین کا کوئی کام کر سکے۔ لیکن یہ اس وقت کو بھی کسی اور کام میں صرف کر دیتا ہے۔ تو پھر اس کا اپنے آپ کو احمدی کہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ جب اس کے اوقات میں

خدا تعالےٰ کا کوئی خانہ

خالی ہی نہیں۔ تو پھر اسکو خدا کے پیاروں میں داخل ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ احمدیوں میں ابھی کئی ہیں جن کا ایمان راسخ نہیں۔ کہ وہ اپنے اوقات دین کے لئے صرف کریں۔ اگر ان سے پوچھا جائے۔ کہ آپ نے دین کا کیا کام کیا ہے۔ تو ان میں سے بمشکل پانچ فیصدی یا دو فیصدی ایسے ہونگے جو یہ کہیں کہ ہم نے دین کا فلاں کام کیا ہے۔ باقی سارے کے سارے ایسے ہوں گے۔ جو یہ کہیں گے کہ جی فرصت نہیں ملتی کہ کوئی کام کریں۔ پس اول تو یہی حالت نہایت خطرناک ہے۔ کہ جماعت کے اکثر افراد ایسے ہیں جو دین کی خدمت کے لئے وقت نہیں نکال رہے۔ لیکن جو لوگ وقت دین کی خدمت کے لئے نکال رہے ہیں وہ بھی اگر اپنی توجہ اور کاموں کی طرف پھیر دیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ جماعت میں دین کا کام کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اور اس کام کے لئے صرف مبلغ رہ جائیں۔ اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا کا کام صرف مبلغوں کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے اس کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔

ابھی ہماری جماعت میں اس کام کے لئے بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ اور اس

بیداری پیدا

نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس

اتنے مبلغ ہیں جو جماعت کو بیدار کریں اور جو تبلیغ کے نئے نئے رستے تلاش کریں۔ حقیقی تبلیغ تو قرآن مجید جاننے سے ہی ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جاھدھم بہ جھاداً کبیرا یعنی عظیم الشان جہاد قرآن مجید کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہی نہیں کہ قرآن مجید میں کیا لکھا ہے۔ تو وہ تبلیغ کیا کرے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری جماعت میں قرآن مجید سیکھنے کا شوق ہے۔ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر

عورتوں میں تقریر

کرتے وقت میں نے کہا کہ جو عورتیں قرآن مجید کا ترجمہ جانتی ہیں۔ وہ کھڑی ہو جائیں گی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کتنی عورتیں ہیں جنہیں قرآن مجید کا ترجمہ آتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ ایک دو فیصدی عورتیں قرآن مجید کا ترجمہ جانتی ہوں گی مگر میری حیرت کی حد نہ رہی کہ آٹھ دس فی صدی عورتیں کھڑی ہو گئیں۔ جو قرآن مجید کا ترجمہ جانتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں

قرآن مجید سیکھنے کی خواہش

تو ہے۔ مگر جب تک وہ خواہش عملی جامہ نہ پہن لے اس وقت تک صحیح تبلیغ کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور اپنا ایمان کس طرح مضبوط ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کے معنے ہیں ایمان۔ اور ایمان کے معنے ہیں قرآن مجید۔ بسم اللہ سے لے کر والناس تک سارے قرآن میں ایمان کی تشریح ہے۔ اگر کسی شخص کو قرآن مجید کا پتہ ہی نہیں تو وہ کس طرح کہتا ہے کہ اس کے اندر ایمان پایا جاتا ہے۔ ایمان تو قرآن مجید کے مضمون کو ماننے کا نام ہے۔ اگر ایک شخص اپنے کسی دوست سے کہے کہ میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں۔ تم وہ بات مان لو اور وہ اس بات کو سنے بغیر ہی کہہ دے کہ بہت اچھا میں نے تمہاری بات مان لی ہے۔ تو وہ یقیناً معقول آدمی نہ کہلا سکے گا کیونکہ جب اس نے اسکی بات کو سنا ہی نہیں کہ وہ کیا ہے تو پھر مانا کس چیز کو ہے۔

اسی طرح اگر ایک شخص قرآن مجید کو پڑھتا نہیں اس کے مضامین کو اپنے ذہن میں مستحضر نہیں کرتا۔ اور ان پر غور نہیں کرتا۔ تو پھر یہ ایمان کس چیز پر لاتا ہے

پہلی دفعہ وقت

قرآن مجید کو ماننے کا نام ایمان ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وحی نازل ہوئی۔ اس کو ماننے کا نام ایمان ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ تو اس سے یہی معنے ہیں کہ جو باتیں خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں۔ اور ان کے متعلق جو تفصیلات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ ان سب باتوں کو ہم مانتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے۔ کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں ان تمام باتوں کو مانتا ہوں۔ لیکن وہ ان باتوں کو پڑھتا نہیں۔ اور اسے معلوم نہیں۔ کہ وہ کیا باتیں ہیں۔ جنہیں وہ مانتا ہے۔ پس ہماری جماعت اگر صحیح معنوں میں تبلیغ کرنا چاہتی ہے۔ اگر ہماری جماعت اپنے نفس کی اصلاح کرنا چاہتی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت اپنی روحانیت کو درست رکھنا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا قریب ترین مقصد یہ ہو کہ

سو فیصدی احمدی قرآن مجید جانتے ہوں

جب ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے تب یہ امید ہو سکے گی۔ کہ ہم اپنی اور اپنے گردوپیش کی اصلاح کر سکیں۔ جب تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس وقت تک نہ ہم اپنے شیطان کو قتل کر سکتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے کفر کو دور کر سکتے ہیں۔ پھر مبلغوں اور بیت المال کے انسپکٹروں کا یہ کام ہے کہ جو جس جماعت میں وہ جائیں۔ وہاں جا کر دیکھیں کہ جو آدمی یہاں سے پڑھ کر گئے تھے انہوں نے آگے کتنے آدمیوں کو قرآن مجید پڑھایا ہے۔ اگر اس سکیم پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ

چند سالوں کے اندر اندر

ہماری جماعت کے لوگ قرآن مجید جاننے لگ جائیں گے۔ اور جب وہ قرآن مجید جاننے لگ جائیں گے۔ تو پھر ان کی تبلیغ بھی مؤثر ہو سکے گی۔ اور ان کے اپنے ایمان بھی کامل ہو جائیں گے۔

آخر تم کیا سمجھتے ہو

کہ دین کی خدمت کا کام کس نے کرنا ہے۔ اگر تم اپنی آمدنی کا سولہواں حصہ دیکر۔ یا دسواں حصہ دیکر یا پانچواں حصہ دے کر یہ سمجھتے ہو۔ کہ تم نے دین کی خدمت کر لی تو یہ غلط خیال ہے۔ دین کے لئے تمہیں یہ چیز بھی دینی ہوگی اور اپنی جانیں بھی دینی ہوں گی۔ اور

جانیں دینے کا بہترین طریق

یہ ہے۔ کہ اپنی اولادوں کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرو۔ کیا یہ خدا سے مذاق نہیں کہ تم اس کے دین میں داخل ہو کر پھر دین کی خدمت سے بھی جی چراتے ہو اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہو۔ کیا تم

خدا سے مذاق

کر کے اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو جب تم دنیا کے کسی بادشاہ سے مذاق کر کے اس کی سزا سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ تو خدا تعالیٰ سے مذاق کر کے پھر تم اس کے عذاب سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہو۔ مگر یہ کتنا مذاق ہے کہ تم خدا کے دین میں داخل ہوتے ہو۔

اور اس کے بعد دین کی خدمت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کئی ایسے ہیں جو پہلے

اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں

اور پھر بھاگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جی ہم نے غلط سمجھا تھا۔ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ وقف کیا ہے۔ رات کو میرے پاس ایک شخص کا خط آیا۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ وقف کرنے میں اتنی تنگی ہوگی۔ میں نے اس کا غلط مفہوم سمجھا تھا۔ میں اپنا وقف واپس لیتا ہوں۔ حالانکہ وقف کرتے وقت جس فارم پر دستخط کئے جاتے ہیں۔ اس میں یہ سب باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ کہ میں ہر قسم کی تنگی اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرونگا اور گزارہ کے لئے جو کچھ مجھے دیا جائے گا اسے میں انعام سمجھوں گا اور اسی میں گزارہ کروں گا۔ اور گزارہ نہ بھی ملے تب بھی اپنا پیٹ پالنے کے لئے خود کوئی انتظام کروں گا۔ اب یہ ایمان ہے۔ یا

بے ایمانی اور کفر

ہے۔ کہ پہلے ایک شخص اپنے آپ کو وقف کرتا ہے۔ اور یہ عہد کرتا ہے۔ کہ میں دین کی خاطر ہر طرح کی تکلیف برداشت کرونگا۔ مگر پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کتنے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ ان کی تعداد بھی تو تسلی بخش نہیں۔ خدا تعالیٰ تم سے تمہاری جانوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور وہ اس صورت میں کہ اپنی اولادیں دین کی خاطر وقف کرو۔ اگر تم دین کے لئے اپنی اولادیں دینے کے لئے تیار نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری اولادیں شیطان کو دیدیگا۔ یاد رکھو دنیا میں کسی کی اولاد اس کے پاس نہیں رہتی

اگر تمہاری اولاد

خدا کی ہو کر نہیں رہے گی۔ تو وہ شیطان کی ہو جائے گی۔ اگر تمہاری اولاد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رستہ میں اپنی جانیں نہیں دے گی۔ تو وہ ابلیس کے رستہ میں مرے گی (العیاذ باللہ) مگر موت بہرحال ہر ایک پر آتی ہے۔

پس اب وقت آگیا ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد حالات پر غور کرے اور وہ اس بات کی طرف توجہ کرے کہ ان میں سے جو بڑی عمر کے لوگ ہیں اور وہ نئے سرے سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ کم از کم ان کے لئے جو پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے جو پڑھے ہوئے ہیں۔ وہ آگے آئیں اور اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ روپیہ کے معاملہ میں بھی اگر تعہد نہ کیا جائے تو ہماری جماعت کے لوگ سستی کر جاتے ہیں مثلاً تحریک جدید کے اس سال میں چندہ دینے کے لئے بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے پہلے تو بھی آیا وہ چندہ دینے کے وعدے کئے ہیں اور کئی ...

وہ شمع بزمِ مصطفےٰ پھر ضو فشاں ہے آج

طفل و جوان و پیر ہیں کرتا رہا ہے آج
سرگرمِ خیر مقدمِ عالی نشاں ہے آج

اہلِ چمن نوید کہ جلوہ کناں یہاں
قائمقامِ مہدیٔ آخر زماں ہے آج

آیا برنگِ "نور" وہ "ذو المجد و العلیٰ"
مہرِ منیر پھر یہاں جلوہ کناں ہے آج

چھائی دلوں پہ تازگی، پژمردگی گئی
پھر گل فروشِ نکہتِ باغِ جناں ہے آج

پھر سلسبیلِ جنتِ ایماں ہے موجزن
پھر چشمۂ علومِ حجازی رواں ہے آج

سد شکر وہ ہوئے ہیں فزا طالبانِ نور
وہ شمعِ بزمِ مصطفےٰ پھر ضو فشاں ہے آج

ربوہ ہے آج دستۂ گلہائے رنگا رنگ
جنت نشان وادی جلوہ فشاں ہے آج

سالک نورِ شوق سے سرمست ہیں تمام
بے اختیار شاعرِ رنگیں بیاں ہے آج

امیر اللہ خاں
سالک

جو دس سال چندہ دینے کے بعد اب تھک کر حصہ لینا چھوڑ چکے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ دراصل تو دس سالوں میں حصہ لینا ضروری تھا اب ضروری نہیں۔ حالانکہ خدا کے ہاں تو دس کا سوال ہی نہیں۔ وہاں تو ضرورت کا سوال ہے۔ اگر ضرورت باقی ہے۔ تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ع

دیکھئے سرکار اس میں شرط یہ لکھی نہیں

اگر کوئی شخص خدا کے ساتھ شرطیں باندھتا ہے۔ تو وہ عقل سے کام لیتا ہے۔ عشق سے کام نہیں لیتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب مدینہ سے وفد آیا۔ کہ وہ آپ کو اپنے ہاں لے جائے۔ تو حضرت عباسؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا تھے۔ لیکن عمر کے لحاظ سے کوئی زیادہ فرق نہیں تھا۔ وہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک سال بڑے تھے۔ مگر دنیوی تجربہ رکھتے تھے۔ تو جب وہ وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آپ کو

مدینہ لے جانے کے لئے

آیا۔ تو حضرت عباس رضؓ نے کہا۔ بھتیجے تمہیں دنیا کا تجربہ نہیں۔ مجھے ساتھ لے چلو۔ اور ان لوگوں سے شرط کر لو۔ کہ وہ تمہاری حفاظت کریں گے۔ چنانچہ وہ آپؐ کے ساتھ گئے۔ اور اس وفد سے کہنے لگے۔ تم ان کو یہاں سے لے جاتے ہو۔ تو ان کے ساتھ عہد کرو۔ کہ تم وہاں ان کی حفاظت کرو گے۔ اور اگر کوئی مدینہ میں ان پر حملہ کرے گا۔ تو تم اس کا مقابلہ کرو گے۔ یہاں تو خواہ کچھ بھی ہو۔ اور لوگ کتنی مخالفت کریں پھر بھی ہم ان کے چچا تو ہیں۔ اگر کسی کے دل میں ان پر حملہ کرنے کا خیال آتا ہے۔ تو وہ ان کو بالکل اکیلا نہیں سمجھتا۔ بلکہ اسے اس کے دس پندرہ رشتہ دار بھی نظر آتے ہیں۔ مگر تمہارے علاقہ میں تو یہ بالکل غیر ہو گا۔ اس لئے تم عہد کرو۔ کہ اگر کوئی مدینہ میں ان پر حملہ آور ہو گا۔ تو تم اس کے ذمہ دار ہو گے۔ اور دشمن کا مقابلہ کرو گے۔ چنانچہ انہوں نے عہد کیا۔ کہ اگر کوئی مدینہ میں آپ پر حملہ کرے گا۔ تو ہم مدینہ کے لوگ اپنی جانیں قربان کر کے آپ کی حفاظت کریں گے۔ اس معاہدہ کے بعد آپ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدینہ تشریف لے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملی۔ اور خدا تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ سے باہر جاؤ۔ تمہارے لئے ایک کام مقدر کیا ہے۔ چاہے کفار کا قافلہ تمہارے سامنے آئے۔ اور چاہے کفار کے لشکر سے مقابلہ ہو۔ چونکہ کفار کے لشکر کے متعلق کمزور روایات تھیں۔ جن کی بنا پر لشکر سے مقابلہ والی نہیں تھا۔ اس لئے بعض صحابہ رضؓ نے یہی سمجھا کہ قافلہ سے مقابلہ ہو گا۔

جو کوئی مشکل نہیں۔ اور جس کے لئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت نہیں۔ اس لئے تھوڑے سے صحابہؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ باہر آئے۔ مختلف روایتوں میں ان کی مختلف تعدادیں بیان ہوئی ہیں۔ جو تین ساڑھے تین سو تک کی ہیں۔ ان میں سے جو مشہور روایت ہے وہ

تین سو تیرہ

کی ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ سے نکل کر تھوڑے فاصلہ پر گئے۔ تو خدا تعالیٰ نے آپ کو قطعی علم دے دیا۔ کہ مقابلہ لشکر سے ہی ہو گا۔ قافلہ سے نہیں ہو گا۔ اور یہ علم خدا تعالیٰ نے مدینہ میں اس لئے نہ دیا۔ تاکہ وہ مومنوں کی آزمائش کرے۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تمام صحابہؓ کو جمع کیا۔ جو آپ کے ساتھ تھے۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اب مقابلہ قافلہ سے نہیں ہو گا۔ بلکہ دشمن کی فوج سامنے آئے گی۔ صحابہؓ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا یہ مشورہ دے رہے تھے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور کیا کرنا چاہیئے۔ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن جب ایک شخص مشورہ دے کر بیٹھتا۔ تو آپؐ پھر فرماتے۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ جب دوسرا شخص مشورہ دے کر بیٹھتا۔ تو آپؐ پھر فرماتے۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ اور جب تیسرا شخص مشورہ دے کر بیٹھتا۔ تو آپؐ پھر فرماتے۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا کرنا چاہیئے۔ اس پر

ایک انصاری

اٹھے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مشورہ تو آپؐ کو دیر سے مل رہا ہے۔ لیکن آپؐ پھر بھی اس بات کو دوہرا رہے ہیں۔ کہ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ میں کیا کروں۔ شاید اس سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ انصار مشورہ دیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں میری یہی مراد ہے۔ میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم اس مصلحت کی بناء پر خاموش تھے۔ کہ مکہ والے جن کے ساتھ مقابلہ ہے۔ مہاجرین کے رشتہ دار ہیں۔ ہمیں نہیں بولنا چاہیئے۔ شاید مہاجرین کو یہ بات بری لگے۔ اس لئے یہ ان کا حق تھا۔ کہ وہ مشورہ دیتے اور جو بھی وہ مشورہ دیں۔ ہم تو آپؐ کے ساتھ ہی ہیں۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شاید آپ اس معاہدہ کی وجہ سے ہم سے مشورہ پوچھ رہے ہیں۔ جو مکہ کی وادی میں ہم نے آپؐ سے کیا تھا۔ کہ اگر آپؐ پر مدینہ میں حملہ ہو گا۔ تو ہم آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ اور مدینہ سے باہر کے ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ لیکن یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس وقت ہمیں پتہ نہیں تھا۔ کہ آپ کیا چیز ہیں۔ اور ابھی آپؐ کی شان کا ہمیں علم نہیں ہوا تھا۔ اور آپؐ کا مقام ہم پر نہیں کھلا تھا۔ اس کے بعد جب آپؐ ہمارے اندر تشریف لائے۔ تو پھر ہمیں آپؐ کے مقام اور آپؐ کی شان کا علم ہوا۔ تو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اب وہ معاہدہ ختم ہو چکا۔ اب تو یہ سامنے سمندر ہے۔ آپ حکم دیجئے کہ

اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دو

ہم بغیر چون و چرا کے اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دیں گے۔ اور یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر دشمن مقابلہ پر آئے گا۔ تو ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے۔ اور آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن اگر آپؐ تک پہنچے گا تو ہماری لاشوں کو روندتا ہوا ہی پہنچے گا۔ اس کے بغیر نہیں پہنچ سکے گا۔ تو دیکھو جہاں عشق ہوتا ہے۔ وہاں اس بات کو نہیں دیکھا جاتا۔ کہ ہم نے کیا شرط کی تھی۔ بلکہ اس بات کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ ہم نے وہ کام کر لیا ہے یا نہیں۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ پس جب تک ہماری جماعت دین کی ہر ضرورت کے موقعہ پر اپنا روپیہ اور اپنی جانیں پیش نہیں کرتی۔ اس وقت تک اس کو کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کا کام تو ہو جائیگا۔ لیکن ہم

دین کی خدمت کا ثواب

حاصل کرنے اور اپنے ایمانوں کا ثبوت دینے سے قاصر رہیں گے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذمہ داریوں اور اپنے فرائض کو سمجھے۔ اور دین کے لئے جہاں مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سوال ہو۔ وہاں آگے بڑھ بڑھ کر اپنے اموال پیش کریں۔ اور جہاں جانی قربانی کا سوال ہو۔ وہاں آگے بڑھ بڑھ کر اپنی جانیں اور اپنی اولادیں دین کے لئے پیش کریں۔ میں نے

اپنی اولاد

اپنی طرف سے دین کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ آگے کام کا ثواب تو انہوں نے خدا سے ہی لینا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کس کو دین کی خدمت کا موقع ملے۔ اور کس کو نہ ملے۔ میں نے بہرحال اپنی طرف سے انہیں دین کے لئے ہی وقف کیا ہوا ہے۔ اور ان کو تعلیم دلانے میں بھی میں نے ہمیشہ اسی چیز کو مدنظر رکھا ہے۔ میں نے اپنی اولاد میں سے کبھی ایک بیٹے کو بھی خالصتہً اپنے لئے رکھنے کی خدا تعالیٰ سے درخواست نہیں کی اور یہ سب اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اور اسی کی چیز ہیں۔ اس کی مہربانی اور اس کا احسان ہو گا۔ تو ان کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے گا۔ لیکن اگر وہ کسی کو اس کی غفلت کی وجہ سے رد کر دے۔ تو بھی بری الذمہ ہوں۔ میں نے اپنے لئے ان کو لینے کی کبھی ضرورت نہیں سمجھی۔ سوائے اس کے کہ اپنے

گذارہ کے لئے باری باری کچھ عرصہ وہ جائیداد کا انتظام کریں۔ تا دوسرے دین کا کام کر سکیں۔ اور وہ بھی دوسرے وقت میں دین کا کام کر سکیں۔ میرا تو عقیدہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باقی اولاد بھی اگر اس پر غور کرے۔ تو اسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے احسان کے بعد کہ شدید ترین گمراہی کے وقت میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمارے خاندان میں سے مبعوث فرمایا۔ اس احسان کے بعد بھی اگر ہمارے اندر دنیا طلبی اور دین سے بے رغبتی پائی جائے۔ تو ہم سے زیادہ بدقسمت اور کون ہو سکتا ہے۔ اس ایک احسان کے بدلہ اگر ہمارا سر قیامت تک خدا تعالیٰ کے آگے جھکا رہے۔ تو ہم اس احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ یہ خدا تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر احسان ممکن ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس احسان کو دیکھ کر اگر

ہمارے خاندان کے لوگ

ہی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ تو چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ تری نسلاً بعیداً۔ یعنی تیری نسل دور دور تک پھیل جائے گی۔ اور جس طرح ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) سے وعدہ کیا تھا۔ اسی طرح تیری نسل بھی اتنی زیادہ ہو گی۔ کہ وہ گنی نہیں جائے گی۔ پس ہمارے خاندان ہی کے افراد اگر دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ تو

تبلیغ اور مبلغوں کا سوال

حل ہو جاتا ہے۔ مگر بہرحال کسی ایک شخص کے اپنے آپ کو پیش کر دینے سے دوسرے لوگ بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ جب تک ساری جماعت اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش نہیں کرتی۔ اس وقت تک جماعت بری الذمہ نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک کوئی فرد اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ فرد ہونے کے لحاظ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اگر

جماعت کی اکثریت

اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتی ہے۔ تو وہ بلحاظ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب نہیں کر سکتی۔ اور اگر ایک فرد اپنی ذمہ داریاں اور اپنے فرائض نہیں سمجھتا تو وہ منفرد طور پر سزا کا مستحق ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمارے دلوں کو کھول دے۔ اور ہمارے ایمانوں کو مضبوط کر دے۔ اور ہمیں اس مقام پر کھڑا نہ کرے۔ جہاں مجرم کو سزا دینے کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہمیں اس مقام پر کھڑا کرے۔ جہاں خدمتگذار اور وفادار غلام کو انعام کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا سفر یورپ

اور

پیشگوئی مصلح موعود کے بعض پہلو

(از مکرم شیخ کلیم الرحمن صاحب ربوہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سفر یورپ مصلح موعود کی کی عظیم الشان پیشگوئی کے بعض پہلوؤں کو ایک نئے رنگ میں نمایاں کرنے کا موجب ہوا ہے۔ اس سفر سے مشرق و مغرب کے باہم متحد ہونے کی ایک نئی بنیاد پڑی ہے۔ مشرق و مغرب کے اتحاد کی یہ نئی بنیاد انشاء اللہ مستقبل قریب میں ایک عظیم روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

سفر یورپ سے باصحت اور کامیاب و بامراد واپسی کے بعد سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا اپنے وطن میں ورود مسعود ہمارے لئے از حد خوشی و مسرت و انبساط کا موجب ہے۔ اس لئے کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری کے ایک شدید حملے سے صحت یاب ہو کر ہی واپس تشریف نہیں لائے ہیں۔ بلکہ بہت سے الٰہی نشانات پورے ہونے کے باعث آپ کا یہ سفر ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا ہے۔ آپ کے اس سفر سے مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کے بعض پہلو ایک نئے رنگ میں نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آئے ہیں۔

یوں تو حضور ۱۹۲۴ء میں بھی یورپ تشریف لے گئے تھے اور اس وقت کا جانا بھی بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا موجب ہوا تھا۔ لیکن اس وقت (ہر چند کہ حضور مصلح موعود کے بلند مرتبہ پر فائز تھے تاہم) حضور نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر خود اپنی زبان مبارک سے مصلح موعود ہونے کا باقاعدہ اعلان نہیں فرمایا تھا۔ اس مرتبہ آپ اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ آج سے گیارہ سال قبل خود خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرما چکے تھے۔ پس آپ کا جانا اس پیشگوئی کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت کا حامل تھا۔ سبز اشتہار والا مصلح موعود اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت مریض ہونے کی حالت میں دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا ہوائی جہاز کے ذریعہ پہلے دمشق میں نازل ہوا اور وہ اب مغربی اقوام کو پیغام حق کی تاثیر سے سرشار کرنے کے بعد صحت و عافیت کی سبز چادر پہنے ہوئے ہمارے درمیان واپس آیا ہے۔ دو زرد چادروں میں اس کا جانا بھی مبارک تھا اور اب صحت و عافیت کی سبز چادر میں اس کا آنا بھی ہمارے لئے فضل اور رحمت اور برکت کا موجب ہے۔ اس کا جانا بھی ایک نشان تھا۔ اور اس کا آنا بھی ایک نشان ہے۔

پھر پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مغربی اقوام کو برکت بخش کر ہی تشریف نہیں لائے ہیں۔ بلکہ وہاں اسیروں کی رستگاری کا سامان بھی آپ نے فرمایا ہے لنڈن میں مبلغین اسلام کی وہ تاریخی کانفرنس جو حضور نے وہاں طلب فرمائی اور جو ۲۲ سے ۲۴ جولائی ۱۹۵۵ء تک وہاں جاری رہی انشاء اللہ العزیز یورپ میں اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگی۔ تبلیغ اسلام کو وسعت دینے کی جو سکیم بنائی گئی ہے اس کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ "تا اسیروں کی رستگاری کا سامان کیا جائے" اور مصلح موعود کی مہتم بالشان پیشگوئی کے الہامی الفاظ کے بموجب

"وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔"

پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ سفر یورپ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئیوں کے بعض پہلوؤں کو ایک نئے رنگ میں نمایاں کرنے کا موجب ہوا ہے قدرت اور رحمت اور قربت اور فضل اور احسان کے نشان سے مشرق و مغرب بیک وقت ایک نئے رنگ میں اور نئے طور سے فیض یاب ہوئے ہیں اور اس نشان کے ذریعہ مشرق و مغرب کے باہم متحد ہونے کی ایک نئی بنیاد پڑی ہے۔ مشرق و مغرب کے اتحاد کی یہ نئی بنیاد انشاء اللہ مستقبل قریب میں ایک عظیم روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اس روحانی انقلاب کا جس کی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر ان الفاظ میں پہلے ہی خبر دے گئے ہیں۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی (۳) سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

"جامعہ نصرت فار وِمن ربوہ میں داخلہ"

جامعہ نصرت ربوہ میں سال تھرڈ ایئر کا داخلہ شروع ہے جو ۲۶ ستمبر ۱۹۵۵ء تک جاری رہیگا۔ داخلہ کے فارم معہ پرووینشل اور کریکٹر سرٹیفکیٹ کے ۲۷ ستمبر تک دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ انٹرویو ۲۸ اور ۲۹ ستمبر کو ۸ بجے سے ۱۰ بجے صبح تک ہوگا۔

جامعہ نصرت میں مستحق طالبات کو وظائف اور فیس کی رعایت دی جاتی ہے۔ اور پنجاب کے تمام گورنمنٹ کالج کی نسبت یہاں کی فیس بہت کم ہے۔ جامعہ نصرت ہوسٹل کی بلڈنگ کالج کے کمپاؤنڈ میں واقع ہے۔ ہوسٹل اور کالج میں پردے کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم جولائی کو "ہیگ" میں جامعہ نصرت کے متعلق فرمایا:۔

"ابھی مجھے ربوہ سے اطلاع ملی ہے کہ امسال یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج صرف ۲۲ فیصدی نکلے۔ لیکن ہمارے ربوہ کی لڑکیوں کے کالج (جامعہ نصرت) کا نتیجہ تریسٹھ فیصدی رہا۔ اور ان پاس ہونے والی طالبات میں سے اکثر وہ ہیں جن کی فیس میں ہر ماہ خود ادا کرتا تھا۔ وہ کالج کی فیس مہیا نہیں کر سکتی تھیں۔ لیکن ہم نے ان کے اخراجات کو برداشت کیا اور اس طرح عورتوں کی تعلیم کو ترقی دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی قوم پردہ میں ترقی نہیں کر سکتی۔ لیکن ہماری طرف دیکھو کہ ہماری بچیوں کو جو عورتیں پڑھاتی ہیں وہ بھی پردہ کی پابند ہیں .... اور لڑکیاں بھی پردہ میں رہتی ہیں۔ اگر ضرورت کے موقع پر کالج میں بعض مرد تعلیم پر لگائے جاتے ہیں تو وہ بھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور لڑکیاں بھی پردے میں ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یونیورسٹی کے ۲۲ فیصدی نتیجہ کے مقابلہ میں ان کا نتیجہ تریسٹھ ۶۳ فیصدی ہے۔"

جامعہ نصرت کے نتائج مشکلات کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال یونیورسٹی کی اوسط سے کہیں بڑھ کر رہتے ہیں۔ اس برس دو مزید لیڈی لیکچررز کا بھی اضافہ ہوا ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی بچیوں کو جامعہ نصرت میں داخل کروائیں۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم رانا محمد الدین صاحب گول بازار ربوہ کا چھوٹا بھائی عبد الحمید عرصہ سے دردوں کی مرض میں مبتلا ہے۔ پہلے کی نسبت معمولی سا افاقہ ہے مگر مرض کا زیادہ حصہ ابھی باقی ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ اس کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

(۲) میری چھوٹی ہمشیرہ وسیمہ بیگم بعارضہ ٹائیفائڈ دو ہفتہ سے بیمار ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں (حمید الدین احمد الوہو کانسٹیبل ربوہ)

(۳) میری بھتیجی عزیزہ امۃ الشافی بازو پر چوٹ لگ جانے سے صاحب فراش ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت یابی عطا فرمائے۔ آمین۔ ریاض احمد سیالکوٹی حال راولپنڈی

(۴) میری والدہ صاحبہ اور ماموں صاحب کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ارشاد احمد اوکاڑہ ضلع منٹگمری

ولادت

میاں خیرات علی صاحب ساکن سوہلن کے ضلع گجرانوالہ کے ہاں ۱۷/۹/۵۵ کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ (۲) چوہدری غلام محمد صاحب سوہلن کے ضلع گجرانوالہ کے ہاں بھی ۵/۹/۵۵ کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ احباب ان نومولود بچوں کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔

محمد ارشاد چٹھہ سوہلن کے ضلع گجرانوالہ

شوگر کی مشہور دوا

حیاتِ نَو

ذیابیطس میں مبتلا احباب توجہ فرمائیں

احباب کو معلوم ہی ہو گا کہ عرصہ ہوا کہ ہماری طرف سے الفضل میں ذیابیطس کے بیماروں کے لئے "حیاتِ نَو" کا اشتہار دیا جاتا رہا ہے بیسیوں دوستوں نے "حیاتِ نَو" کو استعمال کیا اور بیحد فائدہ اٹھایا۔ بیشمار مریضین کے تعریفی خطوط ہمارے پاس موجود ہیں۔ جنکے اقتباسات متعدد مرتبہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔

ایک لمبے عرصہ سے دوائی ختم تھی۔ کیونکہ اسکے اجزا نہیں مل رہے تھے۔ اب دوبارہ بڑی محنت کے بعد دوائی تیار کی گئی ہے جن دوستوں کے پیشاب میں شوگر آتی ہو۔ پتہ ذیل پر آرڈر لکھکر منگوالیں:

گزشتہ سال کے دوران میں جن احباب نے ہمیں "حیاتِ نَو" کا کورس بھجوانے کے لئے لکھا تھا۔ اور ہم ان کے ارشاد کی تعمیل نہیں کر سکے تھے وہ دوبارہ اطلاع دے کر ممنون فرمائیں:

دوائی کے متعلق صرف یہ عرض ہے کہ استعمال کرنے سے ہی اس کی افادیت کا پتہ چل سکے گا۔ صرف وہی لوگ آرڈر دیں۔ جن کو پیشاب میں شوگر آتی ہے۔

قیمت ایک ماہ بیس روپے علاوہ محصول ڈاک

خاکسار: ظہور الحسن مولوی فاضل دواخانہ ھوالشافی سٹی روڈ سیالکوٹ شہر